تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ ۱/

اخبار الفضل قادیان — ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر: غلام نبی ⁂ اسسٹنٹ: مہر محمد خان

نمبر ۴۷	مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۲۳ء	بروز سہ شنبہ	مطابق ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

۴ دسمبر کو طلباء بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول اور ۷ دسمبر کو طلباء مسلم گروپ نے جناب مفتی صاحب کو بورڈنگ کے ڈائننگ ہال میں ٹی پارٹی دی۔ اور ایڈریس پیش کئے۔ طلباء بورڈنگ ہائی کے جواب میں جناب مفتی صاحب نے انگریزی میں اور طلباء مسلم گروپ کے جواب میں اردو میں تقریریں کیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بھی تقریریں فرمائیں۔

جناب مفتی صاحب کو مختلف احباب کی طرف سے دعوتیں دی جا رہی ہیں۔ ۷ دسمبر کی شام کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ان کی مع اور بہت سے احباب کے دعوت کی مرحوم ... [illegible]

جماعت احمدیہ کا پہلا شہید مبلغ

مولوی عبید اللہ صاحب بن حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

گزشتہ پرچہ میں ہم جناب مفتی محمد صادق صاحب کی بخیر و عافیت اور کامیاب واپسی کی خوشخبری جماعت کو پہنچا چکے ہیں۔ اس خوشی کو دار الامان میں ابھی جلسوں اور دعوتوں کے ذریعہ منایا ہی جا رہا تھا کہ ۷ دسمبر بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو بذریعہ تار ایک مجاہد فی سبیل اللہ مولوی عبید اللہ صاحب مبلغ ماریشس کے

افسوسناک انتقال

کی خبر پہنچی۔ جو حضور نے خطبہ جمعہ میں سنائی۔ اور اسی پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں

خوشی اور غمی

کے ایک وقت میں جمع ہونے کے فلسفہ کو بیان کرنے کے بعد حضور نے مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم کی شہادت کا نہایت ہی رقت آمیز اور درد انگیز الفاظ میں ذکر کیا۔ جس صبر اور استقلال سے

انہوں نے خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنیکے اقرار کو نبھاہا۔ ان کی بے حد تعریف فرمائی۔ اور ان کے قابل رشک حالات زندگی سنائے۔ یہ خطبہ جسے ہر جگہ کے احمدیوں کو پڑھ کر سنانے اور نماز جنازہ پڑھنے کا خاص ارشاد فرمایا ہے۔ آئندہ درج اخبار کیا جائیگا۔ اس سے احباب اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ حضرت نے مولوی صاحب مرحوم کا ذکر کیسے محبت اور الفت میں ڈوبے ہوئے اور قابل رشک الفاظ میں فرمایا ہے۔ حضور نے ان کو شہید قرار دیا۔ اور ہمیں کیا شک ہے کہ انہوں نے

شہادت کا درجہ

حاصل کیا ہے۔

جناب مولوی صاحب مرحوم کو ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو معہ اپنی اہلیہ اور چھوٹی ہمشیرہ کے جسکی پرورش ان کی اہلیہ صاحبہ کے سپرد تھی

عازم ماریشس

ہوئے تھے۔ یعنی جناب مفتی صاحب سے سات ماہ بعد روانہ ہوئے تھے۔ لیکن جن ایام میں جناب مفتی محمد صادق صاحب کو انگلینڈ بھیجنے کی تجویز ہوئی تھی۔ انہی ایام میں مولوی صاحب مرحوم کو بھی ماریشس جانے کا حکم ہوا تھا۔ اسی لئے مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے طلباء کی طرف سے دونوں حضرات کو اکٹھی الوداعی دعوتیں دی گئی تھیں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ

عجیب اتفاق

کی بات ہے۔ کہ اب جن ایام میں جناب مفتی صاحب اپنے مقصد جہاد میں کامیابی حاصل کرکے غازی کی حیثیت سے وارد دارالامان ہوئے ہیں۔ انہی ایام میں جناب مولوی صاحب مرحوم کی شہادت کی خبر پہنچی ہے اور وہ شہادت کا درجہ حاصل کرکے اپنے

محبوب حقیقی سے جا ملے

ہیں۔

جناب مولوی صاحب مرحوم مدرسہ احمدیہ کے سب سے پہلے فارغ التحصیل طالب علم تھے۔ جو ہندوستان سے باہر تبلیغ حق کیلئے گئے تھے۔ اس لحاظ سے انہیں مدرسہ احمدیہ میں خدمات دین کیلئے تیار ہونے والوں میں

اولیت کا درجہ

حاصل ہوا تھا۔ لیکن اب انکی شہادت نے انہیں وہ درجہ عطا کر دیا ہے۔ جو ابھی تک صرف انہیں کو حاصل ہوا ہے کیونکہ آپ ہی وہ پہلے مبلغ ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے وطن اور اپنے عزیز و اقارب سے دور دیار غیر میں شہادت کا درجہ ملا ہے۔ آپکی شان میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے زیادہ اور کوئی کیا کہہ سکتا ہے اور حقیقت یہ ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

انہوں نے خدا کی راہ میں جان دیکر ابدالآباد کی زندگی حاصل کر لی۔ اور اس طریق سے حاصل کی ہے جو ہماری جماعت کیلئے

بالکل پہلی مثال

ہے۔ ہمیں ان کی ہمیشہ کی مفارقت کا صدمہ ہے اور جانگسل صدمہ ہے۔ ہمیں یہ خیال بے چین کر رہا ہے اور سخت بے چین کر رہا ہے۔ کہ اس دنیا میں اب ہم ان کو نہیں دیکھ سکینگے۔ ہمیں رنج ہے اور بہت زیادہ رنج ہے۔ کہ ہم میں سے ایک ایسی روح اٹھ گئی۔ جو خدمات دین کے اہم فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کر رہی تھی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی ہمیں

اس بات پر فخر

بھی ہے اور بجا فخر ہے۔ کہ ہمارے اس عزیز بھائی نے وہ درجہ حاصل کیا ہے جو شہادت کا درجہ ہے اور جسکے حاصل کرنیوالے کے متعلق خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ اسکو مردہ مت کہو۔ وہ زندہ ہے۔ کیونکہ مردہ کے معنے مٹ جانیکے ہیں۔ مگر جو شہادت کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ وہ خدا سے تعلق جوڑ کر ہمیشہ کیلئے زندہ ہو جاتا ہے۔ پس ہمارے لئے اپنے اس بھائی کی جدائی صدمہ ہے۔ مگر ایسا صدمہ ہے جو اپنے ساتھ راحت بھی رکھتا ہے اور ایسا رنج ہے جسکے ساتھ مسرت بھی موجود ہے۔ بے شک اب ہمیں اس دنیا میں مولوی عبید اللہ صاحب نہیں مل سکتے۔ لیکن انہوں نے ہم سے جدا ہو کر بتا دیا ہے۔ کہ اگر تم اس

چند روزہ زندگی کی بجائے ہمیشہ کی

زندگی چاہتے ہو۔ تو آؤ تمہارے لئے بھی وہی رستہ کھلا ہے۔ جس پر میں چل کر آیا ہوں۔ میں نے پہلے اس پر چل کر تمہارے لئے آسانی پیدا کر دی ہے کیونکہ نمونہ اور مثال کو دیکھ کر کام کرنا آسان ہوتا ہے۔

پس یہ نمونہ اور یہ مثال انسانی فطرت اور انسانی جذبات کے لحاظ سے خواہ کس قدر ہی درد انگیز کیوں نہ

(بقیہ دیکھو

سنہ ۱۹۲۳ء کا جلسہ سالانہ

۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر بروز بدھ جمعرات جمعہ ہوگا

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ماتحت اس سال سالانہ جلسہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر کو ہوگا۔ پروگرام جلسہ مرتب ہو گیا ہے۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ اگلے پرچے میں شائع کیا جائے گا۔ اس سے احباب معلوم کر سکیں گے۔ کہ اس سال حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دو پر معارف تقریروں کے علاوہ بعض ایسے حضرات کے بھی لیکچر ہوں گے۔ جن کے لیکچر سننے کے احباب نہایت مشتاق ہوتے ہیں۔ مثلاً جناب مفتی محمد صادق صاحب۔ جناب چودہری ظفر اللہ خاں صاحب۔ بی۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا۔ جناب میر محمد اسحٰق صاحب۔ احباب کرام کو کثرت سے جلسہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنی چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - مورخہ ۱۱ - دسمبر ۱۹۲۳ء

ہندوستان پر تمام دُنیا سے زیادہ مصائب آنے کی وجہ
خداتعالیٰ کی نعمت کی بے قدری

جب کبھی دین سے غافل اور لاپرواہ لوگوں کو خداتعالیٰ کے ان قہری نشانوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ جو ماکُنّا مُعذّبین حتّیٰ نبعث رسولاً کے ماتحت دُنیا میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ تو بعض ایسی ہستیاں جو خود گمراہ ہوتی اور دوسروں کو گمراہی میں رکھنا چاہتی ہیں۔ بڑے زور شور سے یہ عذر پیش کر دیا کرتی ہیں۔ کہ اگر کسی رسول کی تکذیب کا یہ نتیجہ ہے۔ اور وہ رسول ہندوستان میں مبعوث ہوا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اہل ہند کو چھوڑ کر جن کو مبعوث ہونے والے رسول نے سب سے زیادہ تبلیغ کی۔ اور سب سے زیادہ اپنے دعاوی پر غور کرنے کا موقع دیا۔ دیگر ممالک میں عذاب آتے ہیں۔ اور ہندوستان کے لوگ خوش و خرم نظر آتے ہیں۔

اس کے کئی ایک جواب ہیں۔ جو دیے جاتے ہیں۔ لیکن اس وقت ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ اگر ہندوستان کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی پر غور کرنا بہ نسبت دیگر ممالک کے لوگوں کے آسان تھا۔ اور ان کو یہ ایسا موقع میسّر تھا۔ جو دوسروں کو حاصل نہ تھا۔ تو اس سے فائدہ نہ اٹھانے کی پاداش میں وہ ساری دنیا سے زیادہ مجمع آفات و آلام بھی بنے ہوئے ہیں۔ یہ صرف ہم یونہی نہیں کہہ رہے ہیں۔ بلکہ خود اہل ہند اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔

چنانچہ لکھنؤ کا روزانہ اخبار "ہمدم" (۱۶ نومبر) لکھتا ہے:۔

"کم و بیش ایک ربع صدی سے ہندوستان ہر قسم کی آفات ارضی و سماوی کا مستقل مسکن بن گیا ہے۔ دنیا کے کسی حصہ میں کوئی بھی جدید مرض یا وبا نمودار ہو۔ لیکن وہ بعد کو بہت جلد ہندوستان پہنچ کر اپنا پورا زور و قوت یہیں کے بدنصیب باشندوں پر صرف کرتی ہے۔ طاعون کی ابتدا کسی ملک میں ہوئی ہو۔ لیکن یہ واقعہ ہے۔ کہ جس قدر قیمتی جانیں ہندوستان میں اس موذی مرض کی نذر ہوئیں۔ اس قدر دنیا کے دیگر ممالک میں مجموعی طور پر بھی نقصان نہیں ہوا ہو گا۔ ہندوستان میں صرف دس سال کے اندر کم از کم ایک کروڑ آدمی اس مرض کا شکار ہو گئے۔ اور ابھی تک اس آفت سے ہندوستان کو پوری طرح نجات نہیں ملی ہے۔ طاعون کے بعد ہندوستان پر وبائی مرض کا سب سے بڑا حملہ ۱۹۱۸ و ۱۹۱۹ء میں انفلوئنزا کی صورت میں ہوا۔ یہ مرض طاعون سے بھی زیادہ خطرناک اور مہلک ثابت ہوا۔ جس نے صرف چند ہی ماہ کے اندر اتنی قیمتی جانیں برباد کیں جس قدر طاعون سے شاید پورے دس سال میں بھی تلف نہ ہوئی ہونگی۔ کوئی مقام نہ کوئی گھر اور کوئی خاندان ایسا نہ تھا جس میں دو ایک جانیں اس مرض سے شکار نہ ہوئی ہوں۔ گو یہ تین چار ماہ تک یہ ایک ہی حالت پر قائم رہا۔ لیکن یہ غنیمت ہوا کہ اس نے اپنا کل زور پہلے ہی حملہ میں صرف کر دیا۔ اس کے بعد پھر دوسرے سال اس کا حملہ بہت ہی خفیف ہوا۔ اور وہ کچھ زیادہ مہلک نہ تھا۔ خدا کرے کہ پھر یہ موذی مرض ہندوستان میں دوبارہ نمودار نہ ہو ہندوستان کی شامتِ اعمال نے اس کے لئے یوں ہی کیا کم مصائب و مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ کہ وہ ان خطرناک وبائی امراض کے جور و ستم کا تختۂ مشق بنا ہوا ہے۔"

یہ مصائب اور آلام جن کا مذکورہ بالا سطور میں ذکر کیا گیا۔ اور تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ ساری دنیا کے مقابلے میں ہندوستان سب سے زیادہ ان کا تختۂ مشق بنا ہوا ہے۔ ان کی ابتدا اسی وقت سے شروع ہوئی ہے۔ جب کہ خداتعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق حضرت مرزا صاحب کو نبی بنا کر ہندوستان میں مبعوث کیا۔ اور آپ نے قبل از وقت لوگوں کو ان خطرناک وبائی امراض سے اطلاع دے دی چنانچہ اسوقت جبکہ ابھی ہندوستان میں طاعون کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ آپ نے خداتعالیٰ سے خبر پا کر بتلا دیا تھا۔ کہ اس قسم کی خطرناک بیماری پھوٹیگی۔ قبل از وقت مصائب کی اطلاع دینے سے جو غرض ہوا کرتی ہے۔ وہی اس سے بھی تھی۔ کہ لوگ اپنی اصلاح کر لیں۔ برائیوں اور گندوں کو چھوڑ کر خدائے واحد کی طرف جھک جائیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی غلامی میں آکر خدا کے مقرب بن جائیں لیکن ناعاقبت اندیش اور نااہل لوگوں نے کوئی پرواہ نہ کی جس کا نتیجہ وہی ہوا جس کی پہلے سے خبر دی گئی تھی۔

اسوقت ایک ایک مصیبت اور دکھ کے متعلق

تفصیلی بیانات پیش کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس سے اہل ہند پر کس کس قدر تباہی اور بربادی آئی۔ بلکہ صرف یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ ان پر ہلاکت آفرین تباہیاں آئیں۔ اور اس زور شور سے آئیں۔ کہ دنیا کے کسی اور خطہ پر ایسی نہیں آئیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا دنیا کے دوسرے ممالک میں لوگ ہندوستان سے زیادہ متقی اور پرہیزگار پائے جاتے ہیں۔ کیا ان ممالک میں ہندوستان سے کم فسق و فجور پھیلا ہوا تھا۔ کیا ان ممالک میں ہندوستان کی نسبت کم لوگ خدا تعالے اور دین پر تمسخر کرنے والے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ بعض حالتوں میں بڑھے ہوئے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو مصائب اور آلام نازل ہوتے ہیں۔ ان کے سب سے زیادہ نشانہ اہل ہند ہی بنتے ہیں۔ اور ہر قسم کی تباہیاں ان پر نازل ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ چونکہ خدا تعالے نے محض اپنے فضل اور کرم سے اس تیرہ و تار زمانہ میں ہندوستان کو یہ فضیلت بخشی تھی۔ کہ دنیا کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے اس میں اپنا برگزیدہ مبعوث کیا تھا۔ جس کی ہندوستان میں رہنے والوں نے کوئی قدر نہ کی۔ اس لئے اس ناقدری اور ناشکری کے بدلے میں انہیں سزا بھی دی گئی ہے۔ بے شک باقی دنیا کا بھی بہت بڑا حصہ ایسا ہے۔ جس نے خدا تعالے کی اس نعمت کی قدر نہیں کی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ کوئی خطہ اور کوئی ملک ایسا نہیں۔ جس پر خدا تعالے کے قہری نشان نہیں ظاہر ہوئے۔ لیکن ہندوستان کا یہ جرم چونکہ سب سے بڑا ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ سزا کا مستوجب بھی یہی ٹھیرا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اگر کسی کو کوئی نعمت براہ راست نہ ملے بلکہ کسی واسطہ سے ملے۔ اور وہ اس کی قدر نہ کرے تو وہ بھی زیر عتاب ہوتا ہے۔ لیکن جس کو براہ راست نعمت عطا ہو۔ وہ اگر اسکی بیقدری کرے تو وہ بہت ہی زیادہ قابل سرزنش ہوتا ہے۔ اسی اصل کے ماتحت ہندوستان پر تمام دنیا سے زیادہ مصائب اور تباہیاں نازل ہو رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو ہندوستان میں مبعوث کر کے اہل ہند کو یہ ایسی نعمت عطا کی تھی۔ کہ اگر اس کی قدر کرتے۔ تو آج دنیا میں سب سے زیادہ آرام اور اطمینان کی حالت میں ہوتے۔ لیکن انہوں نے باوجود موقع اور باوجود آسانی کے جو دیگر ممالک کے لوگوں کی نسبت انکو حاصل تھی۔ کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اور ہلاکت اور بربادی کے گڑھے میں گر گئے ؂

اب بھی وقت ہے۔ کہ اہل ہند سوچیں۔ اور غور کریں کہ کیوں تمام دنیا سے زیادہ تختہ مصائب بنے ہوئے ہیں۔ اور کیوں خدا تعالیٰ ان سے زیادہ ناراض ہے۔ اگر اس بات کو ٹھنڈے دل سے سوچیں گے۔ تو انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ خدا کے نبی حضرت مرزا صاحب کے احکام سے لاپرواہی اور عدم توجہی اس کا باعث ہے ؂

پیغام صلح کی نئی چھیڑ خانی

۲۷ر نومبر کے "پیغام صلح" میں مندرجہ ذیل طول وطویل اور حیرت انگیز انکھی پانچ سرخیوں کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ایک خط اور اس کے متعلق جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے کا خط شائع ہوئے ہیں۔

(۱) "مکتوب امیر

(۲) میاں صاحب کا نیا عقیدہ

(۳) آنحضرت کی اولاد روحانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

(۴) میاں صاحب حضرت صاحب کی امت ہیں نہ کہ آنحضرت کی۔

(۵) مسئلہ نبوت میں ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں منسوخ نہیں۔ وضاحت طلب ہیں"

ہر ایک وہ شخص جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مکتوب مندرجہ پیغام کو شروع سے لے کر اخیر تک پڑھیگا حیران و ششدر رہ جائے گا کہ ان سرخیوں اور عنوانات کا اس سے کیا تعلق ؟ مگر ہمارے لئے یہ کوئی حیرانی اور تعجب کی بات نہیں۔ اول تو اس لئے کہ نہ معلوم کس قدر حسرتوں اور ارمانوں کے بعد پیغام کو "مکتوب امیر" کی سرخی بمقابلہ "الفضل" کے عنوان "مکتوبات امام" قائم کرنے کا موقع ملا۔ اور اس خوشی میں اسے قطعاً بھول گیا کہ مجوزہ سرخیاں اصلیت سے کس قدر دور ہیں۔ اگرچہ "الفضل" کی نقل اتارنے کا یہ پہلا موقع نہیں۔ پیغام اور بھی کئی باتیں محض الفضل کی نقل کے طور پر اختیار کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ گو ان میں پورا نہیں اترتا۔ لیکن اب کے اس نے اپنی بیہودگی کا نمایاں ثبوت دیا ہے ؂

دوسرے ہمارے لئے یہ اس لئے تعجب انگیز نہیں۔ کہ ۱۴ر جولائی کے خط کا جواب ۲۷ر نومبر کے پیغام میں پانچ ماہ بعد شائع ہونے کا مطلب بجز اسکے کچھ نہیں کہ جلسہ سالانہ چونکہ نزدیک آگیا ہے۔ اس لئے کوئی نیا شگوفہ چھوڑنے کی ضرورت سمجھی گئی ہے۔ تاکہ سالانہ "وظیفہ" میں فرق نہ آئے۔ اور رونق مجلس احباب جو دن بدن پھیکی ہو رہی ہے۔ اس میں جدت طرازی سے تازگی پیدا کی جائے ؂

اس وقت ہم صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ ایک نیا شوشہ چھوڑا گیا ہے۔ جو بالکل بادر ہوا اور لغویت سے پُر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مکتوب میں ان باتوں میں سے کسی ایک کا بھی ثبوت نہیں ملتا۔ جو صرف زیب عنوان بنائی گئی ہیں۔ اور جو گل مولوی محمد علی صاحب نے اپنے مکتوب میں کھلائے ہیں۔ وہ تو ہیں ہی الگ۔ اس "مکتوب امیر" کے متعلق ہم عنقریب مفصل مضمون شائع کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دہریہ باپ سے حرجانہ کا مطالبہ

"دیو گورو" بانی دیوسماج سے ان کے ایک بیٹے نے جس کا دایاں بازو نکما کانوں سے بہرہ اور جسمانی طور پر کمزور ہے۔ اس بنا پر حرجانہ کا مطالبہ کیا ہے۔ کہ چونکہ خدا کا منکر ہونے کی وجہ سے اسکے باپ کا یہ عقیدہ ہے کہ بچوں میں نقائص ماں باپ کی کمزوریوں اور بداعتدالیوں سے

ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اسلئے پیدائشی طور پر اس میں جگہ کر دیا ہیں۔ انکا ذمہ دار اس کا باپ ہے۔ اور اس کا اسکو ہرجانہ ملنا چاہیئے۔ اس بارہ میں اس نے وکیل کی معرفت اپنے باپ کو نوٹس دیدیا ہے۔ اور اگر اپنے طور پر کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ تو مقدمہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اگر فی الواقعہ دیو گرو صاحب کا اولاد میں پیدائشی نقص ہونے کے متعلق وہی عقیدہ ہے۔ جو ان کے لڑکے نے بیان کیا ہے تو پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ کیوں ہرجانہ ادا نہ کریں ؛

علاقہ ارتداد مسلمان مبلغوں سے خالی

جناب چودھری فتح محمد خاں صاحب ایم۔اے امیر وفد المجاہدین علاقہ ارتداد نے محض محبت اسلام سے مجبور ہو کر مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ اب جبکہ علاقہ ارتداد میں کام کرنے کے مفید نتائج نکلنے کا موقع ہے۔ یہ علاقہ مسلمانوں سے خالی ہو رہا ہے۔ کام کرنیوالی انجمنوں کو چاہیئے۔ کہ پورے زور سے کام کریں۔ تاکہ جلد کامیابی حاصل ہو۔ اس اعلان کو انجمن تبلیغ الاسلام آگرہ کے نائب ناظم صاحب نے اپنی تنگ نظری سے غلط پیرایہ میں دیکھا۔ اور سمجھا کہ اس سے ان کی اپنی انجمن کے ڈھانچ کو نقصان پہنچے گا۔ اور آمدنی میں کمی واقع ہو جائیگی اس خطرہ کے سدباب کیلئے ایک اوٹ پٹانگ اور ثقاہت و متانت سے گرا ہوا مضمون اخبارات میں شائع کرا دیا جسکے جواب میں مفصل مضمون جناب امیر المجاہدین کی طرف سے گزشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں گن گن کر وہ مقامات بتا دیئے گئے۔ جو مسلمان مبلغوں سے خالی پڑے ہیں۔ اب ہم معاصر مدینہ (۲۸ نومبر) کا حوالہ پیش کرتے ہیں جس سے جناب چودھری فتح محمد خاں صاحب۔ ایم۔اے کے اعلان کی حرف بحرف تصدیق ہوتی ہے۔ اور مولوی عبدالحی صاحب ناظم انجمن تبلیغ الاسلام کے عذر نامعقول کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

اخبار مذکور لکھتا ہے۔

"یہ خبر ہمیں وثوق کے ساتھ ملی ہے۔ کہ حلقہ ارتداد مسلم مبلغین سے بالکل خالی ہو چکا ہے اور مجاہدین سرفروش اب تھک کر اپنے محلوں میں آرام کرنے چلے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر واقعی مسلم اقتدار سیاسی و ملکی جبروت کو فنا کر دینے والی کوئی چیز تھی تو یہی بے ہنگام بے نظام اور بے ترتیب جوش جو وقتی پکار سے اٹھا۔ اور سرد پڑ گیا۔ اگر واقعی ہمارا مسلمانوں کا یہ شعار قایم رہا تو ہم بعید نہیں سمجھتے ہیں۔ کہ ہم کو اپنی تنظیم قومیت کی طرف سے قطعی مایوس ہو جانا چاہیئے "؛

کیا نائب ناظم صاحب اس اعلان کو غلط ثابت کرنے کے لئے بھی اسی جوش وخروش اور وارفتگی سے آمادہ ہونگے۔ جس سے انہوں نے جناب چودھری صاحب کے خلاف ہاتھ پاؤں مارے تھے۔

افسوس یہ لوگ کسی مفید مشورہ سے فائدہ اٹھانے کے بجائے مشورہ دینے والے کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتے ہیں ؛

۳۲ کروڑ ہندوؤں کو مسلمان بنانیکی طاقت

مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری سے ہمارے ناظرین ناواقف نہ ہوں گے۔ یہ وہی صاحب ہیں۔ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کے امرتسر کے اس لیکچر میں جس میں حضور اسلام کی فضیلت بمقابلہ عیسائیت ثابت فرما رہے تھے۔ شور و شر ڈالا تھا۔ آخر پولیس نے انکو باہر نکالدیا۔ اور لیکچر کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ اس کے بعد تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بخاری صاحب گرفتار ہو گئے۔ اور چند سال تک جیل کی ہوا کھاتے رہے۔ اب آپ نے رہائی کے بعد امرتسر کے ایک جلسہ میں تقریر کی ہے۔ جو کیا بلحاظ فصاحت اور کیا بلحاظ مضمون قابل شنید ہے۔ آپ نے فرمایا۔

"مولوی شوکت علی میرے بزرگ ہیں۔ اگر مجھے کہیں کہ کنوئیں میں ڈوب مرو۔ تو میں اس کے لئے تیار ہوں۔ میں ایک ایک گھر جا کر ڈنڈوں سے مارونگا۔ میں دشمنوں کے ساتھ گاندھی ہوں۔ لیکن اپنوں کے ساتھ گاندھی نہیں ہوں۔ اگر مولوی شوکت علی جیسے دو تین اور اشخاص میسر آجائیں۔ تو بس پھر وہ لیا۔ اگر تم سکھ ہو جاؤ۔ تو آج پھر وہی ہو سکتا ہے اسوقت یہ گی چو ہے کا فساد ہے۔ میں تو گاندھی کو سمجھا جس نے درد پیدا کر کے ... راز سمجھا گیا ہے۔ نیکی اور بدی کا وجود برابر نہیں ہے۔ اور بدی کا جواب بہتر نیکی سے دینا چاہیئے۔ اسلام کا کمال ہے کہ بدلہ کی طاقت موجود ہو۔ اور پھر معاف کر دے۔" آپنے اسبارہ میں حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اسوہ حسنہ پیش کیا۔ اشدھی کے تذکرہ کے ضمن میں کہا :-

"میرے دل میں وہ طاقت ہے۔ کہ اکیلا ۳۲ کروڑ کو مسلمان بنا دیتا۔ تم نے ان کی خبر کیوں نہیں لی" (وکیل ۴ر نومبر)

اس کے متعلق ہم صرف اتنا ہی معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ۳۲ کروڑ کو مسلمان بنانیکی طاقت کس وقت کیلئے ہے۔ کیوں اس سے کام نہیں لیا جاتا۔ لیکن دراصل اس قسم کی تعلّی نہ صرف دوسروں کو بلکہ اپنے نفس کو بھی دھوکا دینا اور برسر مجلس سفید جھوٹ بولنا ہے ؛

بھینی میں ذبیحہ گائے کی اجازت

بھینی تحصیل گورداسپور میں ذبیح کی اجازت پر ہندو آریہ اخبارات نے جسقدر شور و شر برپا کیا تھا۔ اسکے متعلق ایک گزشتہ پرچہ میں ہم مفصل مضمون شائع کر چکے ہیں۔ ہندوؤں کا سب سے بڑا اور ایک ہی عذر یہ ہے۔ کہ اگر مسلمان گائے کا گوشت کھائیں۔ تو اس سے انکی دل آزاری ہوتی ہے یہ عذر جسقدر بیہودہ ہے۔ اسکے متعلق ہمیں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہم ذمہ دار حکام کو صرف ... بتانا چاہتے ہیں۔ کہ جب کاشی وغیرہ ایسے شہروں میں جنہیں ہندو اپنا مقدس تیرتھ سمجھتے ہیں گائے ذبح کرنیکی اجازت ہے۔ اور روزانہ متعدد گائیں ذبح ہوتی ہیں۔ تو کیوں ایک گاؤں میں جسکی ساری کی ساری آبادی مسلمان ہے۔ اور کوئی ایک بھی ہندو نہیں۔ گائے کے ذبح کرنے کی اجازت نہ دیجائے۔ کاشی کے متعلق "ملاپ" (۳ر دسمبر) کو خود اعتراف ہے۔ کہ

"ہندوؤں کے اس مکہ میں ہر روز گئو ہتھیا ہوتی ہے"

لیکن بھینی تو ہندوؤں کا تیرتھ نہیں۔ نہ کوئی ہندو وہاں بستا ہے۔ پھر ہندوؤں کا شور و شر محض مسلمانوں کے حقوق میں دست اندازی ہے حکام کو یہ بات نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے ؛

مولوی ثناء اللہ کا مکر قتل کی دھمکی کی حقیقت

۲۳ نومبر ۱۹۲۳ء کے اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ایک مضمون اپنے دستخط سے قابل توجہ صاحب ڈپٹی کمشنر امرتسر" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔

"اسمبلی کے امیدوار ہمارے ضلع امرتسر کے متعلق چار تھے۔ شیخ صادق حسن۔ چودہری ظفر اللہ احمدی۔ مرزا اکرم بیگ۔ ملک برکت علی۔ ان میں سے میں نے کسی صاحب کے برخلاف کوئی تحریر یا تقریر نہیں کی۔ حتیٰ کہ میرے اس اشتہار پر بھی دستخط نہیں۔ جس میں علمائے اسلام نے چودہری ظفر اللہ مذکور کو بلحاظ ان کے مرزائی مذہب کے مسلمانوں کے مفاد میں غیر مفید قرار دیا ہے۔ باوجود اس منصفانہ اور معتدلانہ روش کے ایک لفافہ بتاریخ ۲۹ نومبر مجھے ملا۔ جس کے اندر کا خط درج ذیل ہے:۔

مکرمی مولوی ثناء اللہ۔

آپ چودہری ظفر اللہ کے خلاف تقریر کرتے ہیں معلوم ہو۔ کہ اگر آپ نے زبان بند نہ کی۔ تو آپ کو جان سے مارا جائے گا"

میں نہیں بتا سکتا۔ یہ کسی ایک شخص کا کام ہے یا کسی ایک کا۔ اور ہے تو کس کا ہے۔ ہاں یہ امر قابل اظہار ضرور ہے۔ کہ قادیانی پارٹی میں ایسا حسن انتظام ضرور ہے۔ کہ کوئی قومی کام بغیر اجازت خلیفہ قادیاں کے نہیں کیا کرتے۔ واللہ اعلم"

قبل اسکے کہ مولوی ثناء اللہ کی اس بیہودہ سرائی کے متعلق کچھ کہا جائے۔ ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب یہ دکھانے کیلئے کہ جماعت احمدیہ انکی کچھ حقیقت سمجھتی ہے۔ اور ان کی موت کی خواہشمند ہو کر مقابلہ سے عاجزی ظاہر کر رہی ہے۔ اپنے قتل کی سازش کا الزام پیشتر ازیں بھی جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کر چکے ہیں۔ اسوقت ہم نے جہاں اس الزام کا ثبوت طلب کیا تھا۔ وہاں یہ بھی ثابت کر دیا تھا کہ ہم ان کی موت کے ہرگز خواہشمند نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی زندگی موت سے زیادہ سلسلہ احمدیہ کے لئے مفید ثابت ہو رہی ہے۔ اور جب تک مفید ثابت ہوگی۔ اس وقت تک ان کو خدا مہلت دے گا۔

معلوم ہوتا ہے۔ اسی قسم کا شوق ان کو پھر چرایا ہے۔ اور اس کے لئے انہوں نے ایک خط نہ صرف اپنے اخبار بلکہ دیگر اخبارات میں بھی شائع کرایا ہے۔ جو اگر ان کا خود ساختہ نہیں۔ تو کسی ایسے بدکردار کی طرف سے ضرور ہے۔ جو سلسلہ احمدیہ کی عداوت اور دشمنی میں مولوی ثناء اللہ سے پورا پورا تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ بات اس خط پر پہلی نگاہ ڈالنے سے ہی فوراً معلوم ہو جاتی ہے۔

غور کیجئے۔ مولوی صاحب نے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔ کسی امیدوار کونسل کے خلاف کچھ بیان نہیں کیا نہ کوئی تقریر کی ہے۔ مگر ایک امیدوار کے طرفدار ایسے ناواقف اور انجان ہیں۔ کہ ان میں سے کسی نے یونہی خیال کر لیا کہ مولوی صاحب ہمارے قائم مقام کے خلاف تقریریں کرتے پھرتے ہیں۔ اور پھر صرف خیال ہی نہیں کیا۔ بلکہ قتل کی دھمکی دینے کی ضرورت بھی۔ عقلمند اصحاب غور کریں۔ کیا کسی بے بنیاد امر پر اطلاع رکھتے ہوئے اس قدر جوش آسکتا ہے۔ کہ کوئی شخص قتل کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ کسی بے بنیاد بات پر اس قدر جوش آنا قطعاً ناممکن ہے۔

پھر یہ۔ مولوی ثناء اللہ کو آج تک بانی سلسلہ اور سلسلہ کے خلاف حد درجہ اشتعال انگیز تقریریں کرنیکے باوجود کسی احمدی نے قتل کی دھمکی نہیں دی۔ حالانکہ یہ مذہبی معاملہ ہے۔ تو الیکشن کے متعلق کوئی تقریر نہ کرنے پر کس طرح قتل کی دھمکی دے سکتا ہے۔

پھر عجیب بات یہ ہے۔ کہ ایک طرف تو خط لکھنے والے کو اسقدر جوش آتا ہے۔ اور وہ اسقدر وارفتہ ہو جاتا ہے۔ کہ بغیر یہ معلوم کئے کہ مولوی ثناء اللہ نے چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے انتخاب کے خلاف کوئی تقریر کی ہے یا نہیں۔ ان کو تقریر کرنے سے روکنے کے لئے قتل کی دھمکی دیدیتا ہے۔ لیکن دوسری طرف مولوی صاحب کا اس قدر ادب اور احترام محفوظ رکھتا ہے۔ کہ ان کو "مکرمی" کے لفظ سے مخاطب کرتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں جس شخص کی حمایت میں کھڑا ہوا ہے۔ اور کفن سر پر باندھ کر مولوی صاحب کو قتل کرنیکا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کا پورا نام بھی لکھنا پسند نہیں کرتا۔

اگرچہ منصوبہ بازوں نے اس منصوبہ بازی میں اپنی ساری عقل اور سمجھ خرچ کر دی ہوگی۔ اور اگر کچھ کسر رہ گئی ہوگی۔ تو ان کے استاد نے پوری کر دی ہوگی۔ لیکن سچ ہے

تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

بناوٹ آخر بناوٹ ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا قرائن قویہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اس خط کے لکھنے والے کا تعلق جماعت احمدیہ سے قطعاً نہیں ہے۔ اور اگر ہے۔ تو مولوی ثناء اللہ کے ساتھ ہے۔ جنہوں نے جماعت احمدیہ کو بدنام کرنیکے لئے جو کہ انکی زندگی کا مقصد اور دن رات کا مشغلہ ہے۔ یہ چال چلی ہے۔ چنانچہ باوجود یہ کہنے کے کہ "میں نہیں بتا سکتا۔ یہ کسی ایک شخص کا کام ہے یا کئی ایک کا اور ہے تو کس کا ہے" معاً اپنی فطرتی کمینگی اور ازلی دشمنی اسطرح ظاہر کرنی شروع کر دی ہے کہ

"ہاں یہ امر قابل اظہار ضرور ہے کہ قادیانی پارٹی میں ایسا حسن انتظام ضرور ہے۔ کہ کوئی قومی کام بغیر اجازت خلیفہ قادیان کے نہیں کرتے"

یہ ٹھیک ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں ایسا حسن انتظام ضرور ہے اور روئے زمین پر صرف جماعت احمدیہ ہی ایسی جماعت ہے۔ جسے خدا کے فضل سے یہ شرف حاصل ہے۔ لیکن اس سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا۔ کہ مولوی ثناء اللہ کو کسی احمدی نے دھمکی کا خط لکھا۔ اور اس کے لئے اس نے خلیفہ سے اجازت حاصل کی ہے ایک فرضی بناوٹی اور جعلی خط جس کا تعلق اسی گروہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ جس کے راہنما مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں۔ اس کو سامنے رکھکر امام جماعت احمدیہ کی ذات والا صفات پر ایسا کمینہ حملہ کرنا ایسے ہی انسان کا کام ہو سکتا ہے۔ جسکی لڑکپن کی زندگی شرارت اور لفنگے کرتے رہے ہوں اور جس نے آوارہ مزاج اور اوباش لوگوں میں ہوش سنبھالا ہو۔ ورنہ کوئی شریف انسان ایک ایسے خط کی بنا پر جسکا کوئی اتہ پتہ معلوم نہیں۔ جو سراسر جعلی اور بناوٹی ثابت ہوتا ہے۔ جس کا تعلق خود اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو اسے خلاف پیش کرتا ہے۔ ایک ایسی جماعت کے امام کو ملوث نہیں کر سکتا۔ جس کا دامن اس قسم کے تمام ناپاک افعال سے پاک ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

احمدیہ ٹورنامنٹ کے تقسیم انعامات کے موقع پر

ترقی کرنے والی قوم کے لئے ورزش کی ضرورت

۳ر دسمبر ہائی سکول کے ہال میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے احمدیہ ٹورنامنٹ کے انعامات تقسیم کرنے سے قبل حسب ذیل تقریر فرمائی۔

سیکرٹری کی رپورٹ

سیکرٹری صاحب ٹورنامنٹ نے ابھی کھیلوں کے متعلق اپنی رپورٹ سنائی ہے۔ جس میں بتایا ہے۔ کہ سب اصحاب نے جن کے سپرد کوئی کام کیا گیا تھا کام میں خوب حصہ لیا ہے۔

اسی طرح ذوالفقار علی خاں صاحب نے سیکرٹری صاحب کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کہ انہوں نے اچھی دلچسپی سے کام کیا ہے۔ مجھے چونکہ ان کھیلوں کا زیادہ حصہ دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ صرف ایک دو کھیلوں میں آسکا ہوں۔ اس لئے میں ذاتی مشاہدہ کی بنا پر نہیں کہہ سکتا۔ کہ کام کیسا ہوا ہے۔ اور کس نے زیادہ اچھا کام کیا ہے۔ مگر چونکہ یہی آواز آتی ہے۔ کہ سب اصحاب نے اپنا اپنا متعلقہ کام خوب کیا ہے۔ اس لئے ہمیں بھی تسلیم کرنا چاہیئے۔ کہ کام اچھا ہی ہوا ہوگا۔

ترقی کب تک ہوتی ہے

لیکن میں ایک خاص بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ دنیا میں کوئی قوم کسی کام میں ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک وہ یہ نہ سمجھتی رہے۔ کہ ابھی اس کام میں اور ترقی ہو سکتی ہے۔ جب کام کرنیوالے یہ سمجھ لیں۔ کہ ہم نے جو کام کرنا تھا وہ کر چکے اور اب ہمارے آگے ترقی کا کوئی میدان نہیں۔ تو اس خیال کا پیدا ہونا ہی ان کے تنزل کا پہلا سبب ہوتا ہے۔

میں نے جہاں تک تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ مجھے یہی معلوم ہوا ہے۔ کہ جب بھی کسی قوم نے تعلیم میں حکومت میں۔ تجارت میں۔ صنعت و حرفت میں یا کسی اور مفید کام میں یہ سمجھ لیا۔ کہ بس جو کچھ ہم نے کرنا تھا۔ وہ ہم کر چکے تو وہی وقت ان کے تنزل کی ابتداء کا تھا۔

آئندہ غور کر کے نقائص کو دور کرو

کہا گیا ہے۔ کہ انجمن ٹورنامنٹ نے اپنے فرائض کو بخوبی ادا کیا اور اگر یہ خیال ہو کہ اس سے آگے ترقی نہیں ہو سکتی۔ تو میں کہونگا ایسا خیال تباہی کی علامت ہے۔ چونکہ میرے نزدیک ورزش کا جاری رکھنا جماعت کی دماغی اور جسمانی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ہمیشہ غور کر کے دیکھو۔ کہ کس کس کام میں کیا کیا نقائص تھے۔ پھر جو کمیاں یا غلطیاں نظر آئیں۔ ان کو آئندہ سال میں دور کرنے کی پوری سعی اور کوشش کرو۔ دنیا کا کوئی کام نہیں۔ جس میں ترقی بند ہو گئی ہو۔ ادنیٰ ادنیٰ کاموں میں بھی اور باریکیاں نکل رہی ہیں۔ اسلئے اعلےٰ کاموں میں کیسے ترقی بند ہو سکتی ہے۔

ورزش کے فوائد

پس ایک طرف تو میں ورزش کی جماعت انتظامی کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ غور کرے۔ اس کے کام میں کیا کیا نقائص رہے ہیں۔ اور ان نقائص کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ دوسری طرف ادھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے ان کھیلوں میں حصہ لیا ہے۔ اور ان کھیلوں کو دیکھا ہے۔ وہ ان کھیلوں کو محض کھیل اور وقت گذارنے کا ایک شغل نہ سمجھیں اگر وہ ان کھیلوں کے متعلق غور سے کام لیں گے۔ تو ان کو معلوم ہوگا۔ کہ کھیلیں کام کرنے کی مشق کراتی ہیں۔ کھیلوں میں اخلاق۔ صبر استقلال اور مقابلہ کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ باتیں اور ذرائع سے بمشکل پیدا ہوتی ہے۔ بہت بڑے بڑے لوگ ہوئے ہیں۔ جن کی بڑائیوں کی بنیاد "فلیڈ گراؤنڈ" (بازی گاہ) میں رکھی گئی۔ اگر وہ کھیلوں میں حصہ نہ لیتے۔ تو ان کی بڑائی ظاہر نہ ہوتی۔

ورزش اور رسول کریم کا طریق عمل

ورزش جسمانی ایسی ضروری چیز ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس میں حصہ لیتے تھے۔ بلکہ ورزش کرنے والوں کا حوصلہ بڑھاتے تھے۔ کھیلوں سے میری مراد وہ کھیلیں ہیں۔ جن سے جسمانی طاقتوں میں اضافہ اور جسم اور عقل مضبوط ہو۔ تدبیر اور فراست میں ترقی ہوتی ہے۔ نہ کہ وہ کھیلیں جن سے بجز تضیع اوقات کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ورزشوں میں مقابلہ کا طریق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی استعمال فرمایا ہے۔ بعض نادان احادیث میں ورزشی کھیلوں کا ذکر دیکھکر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ آپ کھیل دیکھتے تھے۔ مگر وہ کھیل کھیل نہیں تھے۔ بلکہ دشمن سے مقابلہ اور جنگ کرنے کی مشق تھی۔ بخاری میں ایک حدیث ہے۔ کہ آپ نے مسجد میں لڑائی کرائی۔ اور وہاں پر جنگی کرتب دکھائے گئے۔ آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا۔ کہ تم بھی دیکھو۔ آپ کسی قدر جھک گئے۔ اور حضرت عائشہ نے ان کرتبوں کو دیکھا۔

اسی طرح ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔ کہ صحابہ آپس میں تیر اندازی کی مشق کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک طرف میں ہوتا ہوں۔ جس فریق کے مقابلہ میں آپ کھڑے ہونے لگے تھے۔ اس

طرف کے لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم آپ کے مقابلہ میں کھڑے نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا میں دیکھتا ہوں۔ تم لوگ مقابلہ کرو۔ غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ورزشوں میں حصہ لیا کرتے تھے۔

ورزش اور مسیح موعود

حضرت مسیح موعود سیر میں کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے۔ سوائے ایسی بیماری کے جس میں آپ چل نہ سکتے ہوں۔

ترک ورزش کا نقصان

جب میری خلافت کا زمانہ آیا تو میں نے ابتداءً کام کے باعث ورزش کرنا چھوڑ دیا جس سے میری جسمانی حالت پر بہت برا اثر پڑا۔ اس وقت میں نے ایک خواب دیکھی۔ جس میں میں ایک شخص کو ورزش کی ضرورت سمجھا رہا ہوں۔ اس کو میں نے کہا۔ بعض کھیل بعض لوگوں کے لئے جائز ہوتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جن کے ذمہ بڑے بڑے ذمہ داری کے کام ہوتے ہیں اگر وہ ورزشوں میں حصہ نہ لیں۔ اور صحت جسمانی کا خیال نہ رکھیں۔ تو ان پر گناہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں نے سمجھا یہ مجھے ہی سمجھایا گیا ہے۔ اس کے بعد میں نے ورزشوں میں حصہ لینا شروع کیا۔ جس سے میری جسمانی صحت اچھی ہو گئی۔ اور میں پہلے سے زیادہ کام کرنے کے قابل ہو گیا۔

مفید ورزشی کھیل

ورزشوں میں سے فٹ بال اور گتکا ضروری ہیں گتکا ایسی چیز ہے۔ جس سے تلوار چلانے کی مشق ہوتی ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں۔ جو قوموں کی بقا کے لئے ضروری ہیں ہمارے ملک میں قانون اسلحہ جاری ہے۔ جس کے باعث ہر شخص تلوار اور بندوق نہیں رکھ سکتا لیکن میرے نزدیک اگر وہ لوگ جن کے پاس لائسنس ہوں۔ اس کھڑے ہو کر بطور مشق کے بندوق چلوا دیں۔ اور اس طرح اوروں کو بھی نشانہ سکھا دیں۔ تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور اس سے اپنی جماعت کے لوگ بندوق چلانے کے فن سے واقف ہو سکتے ہیں۔ اور تلوار چلانا سیکھنے کے لئے ضروری نہیں۔ کہ تلوار ہی پاس ہو۔ گتکے سے تلوار چلانے کا فن سیکھا جا سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں نیزا چلانے کا فن نہیں۔ مگر تلوار کا قائم مقام گتکا موجود ہے اور گتکے کا تلوار ہی سے تعلق ہے۔ میں عام کھیلوں میں سے گتکے کے فن کو اچھا اور شریف فن سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس کا فنون جنگ سے تعلق ہے۔ اور اس کا سیکھنا ضروری ہے۔ کیا معلوم۔ کہ کسی کو کب ملک و دین کے لئے بلا لیا جائے۔ اس وقت جو شخص نہیں جانتا ہو گا۔ وہ ایسے وقت میں یہی کہے گا۔ کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔

روایات کی حفاظت

گو میں نے تمام کھیل دیکھے نہیں۔ مگر کھیلوں کے متعلق سنتا رہا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ ہائی سکول کی فٹ بال کی ٹیم ایسی مضبوط نہیں ہے۔ جیسی پہلے ہوتی تھی۔ اس لئے ہائی سکول کے لڑکوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی روایات کو قائم رکھیں۔ ہمارا سکول فٹ بال میں شروع سے فائق رہا ہے خالصہ سکول کے طلباء پر بھی ایک دو دفعہ انہوں نے کامیابی حاصل کی ہے۔ باوجودیکہ وہ بڑے جسیم اور بڑی بڑی عمر کے نوجوان ہوتے ہیں۔ پس ہائی سکول کے طلباء کا فرض ہے کہ وہ اپنی روایات کا خیال رکھیں۔ کیونکہ قومی روایات کا قائم رکھنا ضروری ہوتا ہے فٹ بال میں ہمارا سکول ہمیشہ فائق رہا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ وہ اس کی روایتوں کو بڑھائیں نہیں تو گھٹائیں بھی نہیں۔ مجھے جہاں تک میں نے سنا۔ معلوم ہوا ہے کہ فٹ بال کی طرف اب لڑکوں کی ویسی توجہ نہیں رہی۔

ہاکی کی مضرت

ہاکی سے میں نفرت کرتا ہوں چونکہ یہ صحت کیلئے مضر ہے اس لئے چاہیئے۔ کہ فٹ بال اور کرکٹ کی طرف زیادہ توجہ کی جائے۔ ہاکی سے سینہ کمزور ہو جاتا ہے کیونکہ جھک کر کھیلنا پڑتا ہے۔ ولایت میں تو اب فیصلہ ہو گیا ہے۔ کہ بتدریج ہاکی ہٹا دی جائے۔ اس سے صحت کو نقصان ہو رہا ہے۔ مگر یہاں ابھی اس طرف توجہ نہیں کی گئی۔ حالانکہ میں نے کئی دفعہ اس کی مضرت کی طرف سکول کے لوگوں سے ذکر کیا ہے۔

اولڈ بوائز کے متعلق

میں نے جو کھیل دیکھا ہے۔ وہ اولڈ بوائے اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء کا مقابلہ تھا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ مدرسہ احمدیہ کی ٹیم "اولڈ بوائے" سے اچھی تھی۔ شاید ناموں کا بھی اثر ہوتا ہے۔ "اولڈ" کے معنے میں "بوڑھے" اور "پرانے" یا "قدیم" کے ہیں۔ اسلئے اولڈ بوائے سے مراد پرانے طالب علم ہوتے ہیں۔ اولڈ بوائے اس طرح کھیلتے تھے۔ کہ واقعی اپنی عمر سے بہت زیادہ بوڑھے معلوم ہوتے تھے۔ درآں حالیکہ عمر کے لحاظ سے مدرسہ احمدیہ کے بعض لڑکے ان سے بڑے تھے۔ شاید "اولڈ بوائے" نے اپنے نام کی خاطر یہ طریق اختیار کیا تھا۔ کہ وہ بوڑھے ثابت ہوں۔ مجھے بڑی خواہش تھی کہ میں کسی اولڈ بوائے کی ایسی ہٹ دیکھوں۔ جو جوان آدمی کی ہٹ کہلا سکے۔ مجھے قدرتاً اولڈ بوائے سے اسلئے ہمدردی تھی۔ کہ میں بھی اس سکول کا اولڈ بوائے ہوں گو خلیفہ ہونے کے لحاظ سے مدرسہ ہائی اور مدرسہ احمدیہ دونوں سے محبت ہے۔ مگر چونکہ آجکل عربی زبان کے متعلق خیال ہے۔ کہ اس سے دنیاوی ترقی نہیں ہوتی۔ اس لئے بعض معاملات میں بعض اوقات مجھے مصلحت سے عربی مدرسہ سے زیادہ ہمدردی کرنی پڑتی ہے۔ لیکن باوجود اسکے مجھے لڑکوں کی نسبت اولڈ بوائے سے زیادہ [illegible] تھی۔ مجھے خواہش تھی۔ کہ اولڈ بوائے ایک ہی مزیدار ہٹ لگا دیں۔ مگر انہوں نے ایک بھی ہٹ نہ لگائی۔ اگر وہ نام کی مناسبت سے اپنے آپ کو جلد بوڑھا سمجھ بیٹھے ہوں۔ تو میں انکو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ تم بہت جلدی بوڑھے ہو گئے۔ اتنی جلدی تمہیں بوڑھا نہیں ہو جانا چاہیئے تھا۔ یا اپنے آپ کو بوڑھا نہیں سمجھ لینا چاہیئے تھا۔

کھیل کس غرض سے ہو

اس کے بعد حضور نے انعام تقسیم فرمایا۔ اور تقسیم انعام کے بعد فرمایا کہ گو یہ کھیل ہے اور کھیل بھی کسی غرض کے لئے ہوتی ہے۔ ہماری غرض جسمانی صحت ترقی اور دماغی ترقی ہے۔ اسلئے میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہر شریف اور مفید فن میں ہماری جماعت کو دوسروں

پارسا احمدی خاتون کے حالات زندگی

یہ صاحبہ جناب ڈاکٹر سید عبد الستار صاحب جن کو [حضر]ت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خوشدامنہ [ہونے] کا فخر حاصل تھا۔ ان کے مختصر سوانح ان کے بڑے [فرزند] جناب سید زین العابدین ولی اللہ صاحب سے [معلو]م ہوئے ہیں وہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ احمدی [خواتی]ن کو جہاں ان حالات سے سبق حاصل کرنا چاہیئے [وہاں] مرحومہ کے لیئے دعاء مغفرت بھی کرنی چاہیئے۔

آپ کا نام سیدہ بیگم تھا ۵۵ برس کی عمر میں انتقال [کیا۔] آپ نے یہ عمر بچپن سے لے کر اخیر تک خدا تعالیٰ [کی عبا]دت میں گذاری۔ بچپن اور جوانی کے زمانہ میں [اپن]ا اور غیروں کے درمیان "پارسا" کے لقب سے مشہور [تھیں]۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام [کی بیع]ت کے بعد جو کیفیت عبادت و ذکر الٰہی کی تھی اگر اگر صحیح طور پر بیان کی جائے تو بالکل [illegible] [ہو]تی۔ رات کو بارہ ایک بجے کے بعد آپ کی آنکھ کھل [جا]تی تھی اور صبح تک نماز میں مشغول رہتیں۔ نماز [کے] وقت اسقدر رقت طاری ہوتی تھی کہ بسا اوقات [زا]ر و رونا شروع کر دیتیں یہانتک کہ ہچکیاں بندھ جاتیں [زا]ر رونے کے ساتھ جو دعائیں آپ کرتیں وہ آنحضرت [صلی اللہ] علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام [اور آ]پ کے آل و خاندان و آپ کے صحابہ اور جماعت کے [او]ر اپنے اقرباء کے لیئے بہتر سے بہتر دعائیں ہوا کرتی [تھیں] اور یہ نہیں کہ مجمل طور پر۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کے [اور] آپ کی جماعت میں سے جن کے نام یاد ہوتے [نا]م لے کر یعنی سیالکوٹ کی جماعت اور ان کے اہل [و عیال] حیدر آباد کی جماعت اور اُن کے اہل و عیال۔ [قادیا]ن وغیرہ جہاں تک جماعتوں کے نام یاد ہوتے [ن]ام لیکر بالتفصیل ان کی دنیاوی اور دینی ترقیوں کے لیئے اور عام جماعت کی ترقی کے لیئے رو رو کر دعائیں کیا کرتی تھیں۔ صبح کی نماز کے بعد تلاوت قرآن مجید بلا ناغہ کرتیں۔ اس کے بعد اشراق کی نماز کو شروع کرتیں ایسا ہی ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کے درمیان عبادت میں مشغول رہتیں۔ غرض دن رات کا بہت بڑا حصہ سبحاً طویلاً میں صرف ہوتا اور یہ عبادت و ذکر ان کی زندگی کا کچھ ایسا روح رواں ہو گیا تھا کہ سخت سے سخت بیماری کی حالت میں بھی آپ اسے ادا کرتیں۔ اور اگر کبھی اہل بیت میں سے کسی نے کہا کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ اپنی جان کو طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دو۔ تو فرماتیں۔ تم نہیں سمجھتے۔ میری جان کو تو اس سے راحت ہوتی ہے۔ اور تم تکلیف سمجھتے ہو۔ نماز اکثر باجماعت پڑھا کرتیں۔ یہانتک کہ اپنے آخری مرض کے ایام میں بھی باجماعت نماز ادا فرماتی رہیں۔ اور نماز کے بعد کبھی کبھی یہ سوال کرتیں کہ آپ لوگوں نے بھی نماز پڑھ لی ہے۔ جب جواب دیا جاتا کہ پڑھ لی ہے تو فرماتیں کہ آپ نے کیا پڑھی ہے۔ نماز تو وہ ہوتی ہے جب انسان عرش معلیٰ پر جا کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرے۔ اور میں نماز سے سلام نہیں پھیرتی جب تک میری روح اللہ تعالیٰ کے حضور جا کر سجدہ نہیں کرتی۔ اور جب یہ حالت ہوتی ہے تو پھر اُس وقت میں اسلام اور مسیح موعود کی ساری جماعت کے لیئے دعاؤں میں لگ جاتی ہوں۔ حیرت کی بات ہے کہ کئی کئی گھنٹے ایسی حالت میں گذر جاتے اور کوئی تھکاوٹ اور ملال اُن کے چہرہ پر ظاہر نہ ہوتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ان کی بیعت کا تعلق بھی معجزانہ طور پر ہوا حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب نے اپنی بیعت کو شروع میں پوشیدہ رکھا تھا حتیٰ کہ اپنے اہل بیت سے بھی چھپا رکھا۔ انہی دنوں میں حضرت والدہ صاحبہ کو دق یا سل کی بیماری کا عارضہ شروع ہوا۔ اور ایک رات جبکہ تمام اہلبیت ان کی تکلیف کو دیکھ کر رو رہے اور سمجھ لیا کہ اب زندگی نہیں۔ تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا انبوہ ہے اور اُس انبوہ کے درمیان امام مہدی ہیں اور ان کے سر پر دو آدمیوں نے داہنے بائیں سے سفید چھتر تانا ہوا ہے۔ امام زمان نے آپ کی طرف دیکھا۔ آپ نے اپنے طرف اشارہ کرتے ہوئے آسمان کی طرف انگلی اُٹھائی کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اس مرض سے شفاء دے۔ امام الزمان نے ایک مٹی کے آبخورہ میں پانی دم کر کے ایک بچہ کے ہاتھ بھیجا اور فرمایا کہ یہ پی لیجئے شفاء ہو جائیگی۔ آپ نے فرمایا اچھا۔ اگر شفاء ہو جائیگی تو میں آپ کی بیعت کر لوں گی۔ اسی اثناء میں کسی سے آپ نے دریافت کیا کہ یہ امام الزمان کون ہیں۔ جواب ملا کہ یہ قادیان والے مرزا صاحب ہیں۔ صبح جب آنکھ کھلی تو رات کی تکلیف کھانسی شدید اور بخار دونوں نہیں تھے۔ اہل بیت کو بلایا اور خواب سنایا اور تسلی دی۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب اُس وقت سیالکوٹ ایک مقدمہ کی شہادت پر گئے ہوئے تھے۔ جب واپس آئے اور خواب سنایا۔ تو اُسوقت انہوں نے اپنی بیعت کا اظہار کیا۔ اسکے بعد ایک دو ماہ کے اندر آپ کو بالکل شفاء ہو گئی اور آپ نے قادیان آ کر بیعت کی۔

ایک دفعہ جب آپ قادیان تشریف لائیں تو حضرت خلیفہ اول اور حضرت مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہما کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بلا کر فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ آئی ہیں ان کے سبب میرے دل میں تحریک ہوئی ہے کہ عورتوں کے لیئے درس قرآن مجید و سلسلۂ وعظ جاری کیا جائے میں بھی وعظ کرونگا اور آپ بھی ہفتہ میں باری باری وعظ کیا کریں۔ چنانچہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے وعظ کرنے سے پہلے قادیان کی احمدی خواتین کو خصوصیت سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مرحبا شاہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ کو مبارک ہو کہ ان کی تحریک سے حضرت اقدس مسیح موعود نے سلسلۂ درس و وعظ جاری فرمایا۔

ایک دفعہ حضور نے انہیں فرمایا یہ آپ کا گھر ہے۔ آپکو جو ضرورت ہو بغیر تکلف آپ اسکے متعلق مجھے اطلاع دیجئے۔ آپ کے ساتھ ہمارے تین تعلق ہیں۔ ایک تو آپ ہمارے مرید۔ دوسرے آپ سادات سے ہیں۔ اور

کے نام لے کر۔

تیسرا ہمارا آپ کے ساتھ ایک اور تعلق ہے۔ یہ کہکر آپ خاموش ہو گئے۔ والدہ صاحبہ مکرمہ کو اس آخری فقرہ سے حیرانی سی ہوئی۔ اور قبلہ ڈاکٹر صاحب سے آکر ذکر کیا۔ اس وقت تک حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تیسری بیوی جو آپ کی لڑکی ہیں ابھی پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ کوئی روحانی تعلق ہوگا۔ لیکن حضور کا یہ قول اپنے ظاہری معنوں میں بھی سولہ سترہ برس کے بعد پورا ہو گیا۔

آپ کے اعلیٰ اخلاق سے خواتین قادیان اور اہالی تحصیل رعیہ سب واقف ہیں۔ آپ تقوےٰ اور طہارت کا نمونہ تھیں۔ اسلام کی خدمت کے لیئے بڑی فراخ حوصلگی سے مال خرچ کر دیتیں۔ جناب حافظ روشن علی صاحب جب تحصیل رعیہ میں لندن مسجد کے چندہ کی تحریک کے لیئے تشریف لے گئے تو دس یا پندرہ اشرفیاں جو آپ نے اس غرض کے لیئے رکھی ہوئی تھیں کہ مریم بانو کی شادی کے وقت اسکے ہاتھ پر رکھوں گی چندہ کی تحریک پر وہ اشرفیاں نکال کر جناب حافظ صاحب کو بھجوا دیں۔ اور کہلا بھیجا کہ مجھے اسوقت اتنی ہی توفیق ہے۔ آپ کسیکو نہ بتائیں۔ اپنے فوت ہونے سے پہلے مساکین میں اپنے کپڑے ایک ایک کر کے تقسیم کر دیئے۔ آپ ۱۳۔ اور ۱۴ نومبر کی درمیانی شب بوقت ایک بجے یکا یک دل کی حرکت کے بند ہونے سے فوت ہوئیں۔ ان کی ہمیشہ یہ دعا تھی کہ جاں کنی کی تکلیف سے خدا بچائے۔ سو ایسا ہی ہوا۔ اور آرام سے دنیا سے چل بسیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اخبار کے صفحات کی درستی

چونکہ ارادہ تھا کہ گزشتہ اخبار کم از کم ۲۰ صفحہ کا شائع کیا جائے اسلیئے ۲۰ صفحات پر مضامین لکھوائے گئے تھے۔ مگر پریس پر اتنے صفحے نہ چھپ سکے اور بمشکل ۱۶ صفحہ کا اخبار وہ بھی ایک دن لیٹ ہو کر شائع ہو سکا۔ اسوجہ سے صفحات کے نمبر غلط ہو گئے جناب حسب ذیل طریق سے درست کر لیں صفحہ ۱۵ تا ۱۸ کی بجائے ۷ تا ۱۰۔ اور ۱۹۔ ۲۰ کی بجائے ۱۵۔ ۱۶۔ بنا لیں۔

لاہور میں آریوں سے مباحثہ

کامل الہامی کتاب قرآن ہے۔ یا وید

لاہور کی آریہ سماج کی خواہش کی بنا پر ہمارے اور ان کے درمیان مباحثہ قرار پایا۔ پہلے روز مسئلہ زیر بحث یہ تھا کہ کامل الہامی کتاب وید ہیں یا قرآن۔

پہلے آریہ صاحبان کی طرف سے پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے قرآن کریم کو غیر الہامی ثابت کرنے کی کوشش کی اور

قرآن پر اعتراض

پہلا اعتراض قرآن کریم کے غیر الہامی ہونے کے ثبوت میں جو انھوں نے پیش کیا وہ لیکھرام کی پیشگوئی تھی کہ وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور اسپر آخر دم تک زور دیتے رہے۔ اور یہ کہ قرآن نے روح کی تعریف نہیں بتائی۔ خدا کی اور دل کی ماہیت قرآن نے نہیں بتائی۔ پہلی کتابوں کے ہوتے ہوئے قرآن کی کیا ضرورت تھی۔ خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور اُس کا تخت پانی پر تھا۔ قرآن کا خدا عالم الغیب نہیں۔ اگر اسکو علم ہوتا کہ آدم نافرمانی کرے گا تو وہ اُسکو درخت کے قریب نہ جانے کا حکم ہی نہ دیتا۔ خدا قسمیں کھاتا ہے۔ اور شیطان دنیا کو گمراہ کرنے میں خدا پر غالب آیا۔

ہماری طرف سے جناب حافظ روشن علی صاحب نے اپنے وقت میں دھرم بھکشو صاحب کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اور فرمایا

جوابات

اگرچہ دھرم بھکشو صاحب کا اس وقت لیکھرام کی پیشگوئی پیش کرنا بالکل بے موقعہ اور بے محل ہے کیونکہ اس پیشگوئی کا قرآن کریم کے الہامی اور غیر الہامی ہونے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ مگر اسبات میں بھی ہم آریہ صاحبان کی دل شکنی نہیں کرتے اور بخوشی اسکا جواب دیتے ہیں۔

پنڈت لیکھرام والی پیشگوئی

دھرم بھکشو صاحب کا جو یہ خیال ہے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی ... کی موت کی نہ تھی بلکہ اسکو محض خارق عادت نشان ... مقصود تھا۔ کیونکہ اسکے ساتھ یہ شرط تھی کہ لیکھرام ... اس خارق عادت نشان کو دیکھ کر اسلام کی سچائی ... قبول کرے صحیح نہیں کیونکہ مُلہم خود کہتا ہے ... تَاَ نِّیْ بَغْتَۃً کہ خدا نے مجھے لیکھرام کی موت ... خبر دی ہے۔ اور لیکھرام خود تسلیم کرتا ہے کہ ... صاحب نے میری موت کی خبر دی ہے اور خارق ... اس طرح ہے کہ قبل از وقت اس کی موت کی خبر ... اور دن مقرر کر دیا گیا۔ اور سماج کی طرف سے ... میں لیکھرام کو تار جاتی ہے کہ تم مظفر گڑھ جا... باوجود تار ملنے کے وہ سماج کے حکم کی تعمیل نہیں ... اور قضاء و قدر اسکو گھسیٹ کر لاہور لے آتی ہے ... اور اسکا قاتل بھی اسکے استقبال کے لیئے اس روز ... بیس چکر سٹیشن پر لگاتا ہے۔ آخر وہ اپنی مراد کو پا... پنڈت لیکھرام اور وہ دونوں گھر آتے ہیں۔ ا... سے پہلے وہ شخص پندرہ بیس روز اُسکے ساتھ ر... ہے۔ آریہ سماج کے ممبر پنڈت لیکھرام کو بار بار ... کرتے ہیں کہ یہ شخص خطرناک معلوم ہوتا ہے ا... پاس نہ رکھو۔ پولیس الگ لیکھرام کی حفاظت کر... ہے۔ پھر شام کے وقت پنڈت لیکھرام آنکھیں ... کر کے کھڑے ہو کر ہاتھ اوپر اُٹھا کر انگڑائی لیتا ... اور خوب پیٹ تانکر قاتل کی طرف کر دیتا ہے او... بڑی بے تکلفی سے اُسکے پیٹ میں چھری گھونپ... ہے۔ گھر میں اور آدمی بھی ہیں نیچے برات آ... ہوئی ہے۔ مگر وہ شخص اپنا کام کر کے نکل جاتا... کوئی اُسکا پتہ نہیں لگا سکتا۔ اگر قاتل اُسکے ... میں چھرا گھونپتا یا لیکھرام کا سر ہی اُتار دیتا تو ... تھا۔ مگر اس نے ایسا زخم لگایا کہ تا اُسکو الہام ... مطابق کچھ عرصہ دکھ اور عذاب بھی ہو۔ اور ا... کو دیکھ کر چاہے تو ایمان بھی لا سکے۔ اس سے ... خارق عادت نشان کیا ہو سکتا ہے۔

بقیہ اعتراضات کے جواب

روح کے متعلق ... بتاتا ہے بھکشو ...

عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ کہ روح کا وجود محض امر الٰہی سے ہے یہ قدیم سے نہیں کیونکہ روح اگر قدیم سے ہوتی تو اسکا علم بھی خدا کی طرح قدیم ہوتا۔ چونکہ روح خدا کی بنائی ہوئی ہے اسلئے دوسرا کوئی روح پیدا نہیں کرسکتا۔ اسی طرح قرآن بھی خدا کا کلام ہے سب جن و انس ملکر بھی اسکی مثل نہیں لا سکتے۔ اور خدا کی تعریف قرآن نے الحمد للہ رب العلمین۔ الرحمن الرحیم۔ ملک یوم الدین میں کردی ہے تا معمول کے مطابق دونوں طریقوں کے حسب طبیعت یعنی اُمید و بیم سے لوگ خدا کی طرف مائل ہوں اور دل کے متعلق قرآن نے ثُمَّ قَسَتْ قلوبکم میں اور ثم تلین جلودھم و قلوبھم میں یہ بتلایا کہ دل سخت بھی ہو جاتا ہے جو حق کو قبول نہیں کرتا اور نرم ہو کر حق کو قبول کر لیتا ہے۔ اور پہلی کتابوں کے ہوتے ہوئے قرآن کی اسلئے ضرورت تھی کہ ویدوں کا تو کسی کو کچھ پتہ ہی نہیں اور نہ پہلے تھا اور نہ آیندہ ہوسکتا ہے۔ انجیل اپنی اصلی زبان میں نہیں توراۃ مختلف فرقوں کے پاس [illegible] عرش خدا سے اُسکی حکومت مراد ہے [illegible] دیکھو لسان العرب۔ وہاں یہ شعر [illegible] ہے

اعرشی [illegible]

فلما ان تثلم اخو دوانی

انھوں نے دیکھا کہ میری حکومت کے دونوں بازو ٹوٹ گئے ہیں تو انھوں نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔ پس کان عرشہ علی الماء کے یہ معنے ہیں کہ خدا کی حکومت پانی پر بھی ہے۔ جس کے ساتھ رزق وابستہ ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے رزق کا ذکر آتا ہے۔ ویدوں میں خدا نے کیوں احکام دیئے ہیں کیا اسکو علم نہ تھا کہ لوگ نافرمانی کریں گے۔ پھر آدم کو حکم دینے پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ اور خدا کی قسموں کا جو ذکر قرآن میں آتا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ قسم شہادت کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اسلئے قرآن میں جن چیزوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں ان کو بطور شہادت پیش کیا گیا ہے۔ جیسے

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ ہر گھڑی جو انسان پر گزرتی ہے اسکی زندگی کا خاتمہ کر رہی ہے۔ اور یہ اہل عرب کا معمول ہے۔ چنانچہ شاعر کہتا ہے

الا والراقصات بذات عرق

کہ اپنی محبت کے ثبوت میں۔ میں ان اونٹنیوں کو پیش کرتا ہوں جو ذات عرق میں آتی جاتی ہیں۔ یعنی محبت کے باعث میری وہاں بکثرت آمد و رفت ہے۔

پھر شیطان دنیا کو گمراہ کرنے میں خدا پر غالب نہیں آیا۔ کیا اور لوگ تم نہیں دیکھتے جو لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں تو ان کو پھر خدا نے کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دین کے اختیار کرنے میں خدا نے کسی کو مجبور نہیں کیا۔ آزادی دی ہے اپنی خوشی سے جو دین دار بننا چاہے دیندار بنے جو گمراہ ہونا چاہتا ہے گمراہ بنے۔ تا جزاء و سزا کے وقت کسی کو کوئی عذر اور کسی کی کوئی حق تلفی نہ ہو۔

اور ایک اعتراض دھرم بھکشو صاحب نے یہ کیا کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ کا وقف وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ پر کر دیا ہے جس کا جواب حافظ صاحب نے یہ دیا کہ اوقاف یا نصف ربع رکوع وغیرہ قرآن کا جز نہیں ہیں۔ بلکہ قراء کی تقسیم ہے اور وقف کے متعلق دونوں طرح روایتیں ہیں اسلئے ان کا ایسا کرنا کوئی بیجا نہیں۔

ویدوں پر اعتراض

اس کے بعد حافظ صاحب نے ویدوں پر حسب ذیل اعتراض کیئے۔ (۱) ویدوں سے اس بات کا ثبوت دو کہ وید اگنی وایو ادت انگرہ پر نازل ہوئے اور انھوں نے دعوی کیا ہو اور ان کی زندگی کے حالات بھی بتاؤ تا معلوم ہو کہ ویدوں نے ان کی زندگی پر کیا اثر کیا۔ (۲) ویدوں کی زبان مردہ زبان ہے جو کسی ملک کسی علاقہ میں بولی نہیں جاتی۔ اسلئے ویدوں کی حقیقت کبھی بھی نہیں کھل سکی (۳) ویدوں کو کسی نے نہیں سمجھا۔ چنانچہ مہیدھر نے جو ہندو مذہب کا حامی تھا۔ ویدوں کا جو ترجمہ کیا ہے وہ نہایت فحش ہے۔ اگر اعتراضات کی وجہ سے اسکو غلط قرار دیا جاتا ہے۔ تو پنڈت دیانند صاحب کے ترجمہ پر بھی اعتراضات کیئے گئے ہیں۔ دیکھو بھومکا ۴۸۔ (۴) آجتک کوئی مستند ترجمہ ویدوں کا دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ حالانکہ آریہ صاحبان کے خیال کے مطابق ان کے نزول کو ارب ہا برس ہوگئے ہیں (۵) جو وید ہمارے سامنے پیش ہوئے ہیں ان میں خدا کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ علم نہیں رکھتا۔ چنانچہ بھومکا صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے۔ ایشور کہتا ہے جسطرح عورت مرد رات کے وقت شب باش ہوتے ہیں تم دونوں کہاں شب باش ہوئے۔ اور یجر وید بھاشیہ میں لکھا ہے۔ ایشور بے طاقت ہے اور ہمیشہ بڑھتا ہے (ادھیائے ۷ منتر ۸) ایشور دکھ سکھ سے حصہ لیتا ہے (ادھیائے ۸ منتر ۷) خوف سے پناہ مانگتا ہے۔ (ادھیائے ۸ منتر ۲) غیر جیسے سکھ اسکو حاصل ہو (ادھیائے ۸ منتر ۹) ایشور کی بیوی ۶۔ ۵۔ ایشور چوری کرتا ہے ۸۔ ۷۔ ایشور سوتا ہے ۱۰۔ ۲۔

آریہ مناظر کے جواب

اپنے وقت میں دھرم بھکشو صاحب نے یہ جواب دیا کہ سب لوگ مانتے اور جانتے ہیں کہ وید اگنی وایو وغیرہ پر نازل ہوئے ویدوں میں ذکر کی ضرورت نہ تھی اور ان کے حالات کا پتہ اسلئے نہیں لگتا کہ اورنگ زیب کے زمانہ میں ہمارے لٹریچر کو جلا دیا گیا تھا۔ وید کے لوگ حافظ ہوا کرتے تھے جس کے باعث وید محفوظ رہے۔ اور دکن۔ کاشی۔ مدراس وغیرہ میں سنسکرت بولی جاتی ہے۔ تم دونوں رات کہاں رہے تھے کا یہ مطلب ہے کہ جب آپس میں ملیں تو یوں پوچھا کریں خدا لوگوں کو یہ حکم دیتا ہے

جواب الجواب

حافظ صاحب نے جوابًا فرمایا کہ اصول چار وید کے ساتھی ہیں وہ اگنی وایو پر کہاں ویدوں کا نزول مانتے ہیں اور یہ غلط ہے کہ اورنگ زیب نے کسی کا لٹریچر جلا دیا۔ اور دکن کاشی مدراس میں دیکھے ہیں وہاں بھی سنسکرت کا یہی حال ہے جو یہاں نظر آتا ہے۔ جو زبان پڑھائی جاتی ہے وہ ویدک زبان سے کوئی نسبت نہیں رکھتی۔ یہ سوال بھی عجیب ہے کہ آپس میں ملو تو پوچھا کرو کہ جسطرح عورت مرد شب باش ہوتے ہیں اسی طرح تم دونوں رات کہاں شب باش ہوئے تھے۔ اگر تمہارا دعوی صحیح ہے کہ پہلے لوگ وید کے حافظ ہوتے تھے تو آج بھی کوئی حافظ بتلاؤ۔ جسطرح قرآن کریم کے [illegible]

[illegible] ضروری ہے اور انکی عورتیں اس گفتگو کو سنکر ہنستی تھیں اور خوش نظر آتی تھیں۔ چنانچہ جب ایک ایڈیٹر نے ان کو جانے کیلئے کہا تو انھوں نے انکار کر دیا۔ اسلئے آریہ صاحبان کا یہ عذر بیجا تھا۔ بالآخر پردھان صاحب نے بڑے جوش سے ان کو یہ چیلنج دیا کہ اگر آپ نیوگ پر بحث کرنا چاہیں تو پرسوں پھر ہم آپ کو موقعہ دیں گے۔ اسپر یہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اور پھر نیوگ پر مباحثہ ہوا۔ (باقی آیندہ)

[illegible]

(بقیہ صفحہ ...)

ہو۔ لیکن اس میں ہم سب کے لیئے جو زندہ ہیں ایسا نتیجہ بخش اور نفع رساں سبق ہے۔ کہ جس کا کسی اور طریق سے حاصل ہونا قطعاً ناممکن تھا۔ اب اگر ہم اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ تو مولوی عبید اللہ صاحب کی شہادت ہمیں مہنگی نہیں پڑے گی۔ خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے۔ کہ وہ خدا کی راہ میں جان دینے کی اس مثال سے فائدہ اُٹھائے۔ اور کوئی چیز اسے رضاء الٰہی کے حصول سے باز نہ رکھ سکے ۔

جناب مولوی صاحب شہید جس وقت یہاں سے گئے ہیں۔ اُس وقت تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ وہاں جا کر خدا تعالیٰ نے انہیں پہلے لڑکی اور پھر لڑکا عطا کیا۔ یہ

دو نشانیاں

وہ اپنی یادگار پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ انکو لمبی عمریں عطا کرے۔ اور اپنے شہید باپ کے برکات سے حصہ وافر دے۔ ان کی قابل احترام بیوہ اور ہمشیرہ بھی بار نشیں ہیں۔ ان کے صدمہ اور رنج کا خیال کر کے دل بھر آتا اور آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں۔

محترمہ اہلیہ صاحبہ مولوی عبید اللہ صاحب

اپنے مجاہد شوہر کی رفیق سفر اور مددگار بنکر ہندوستان سے روانہ ہوئی تھیں۔ اور انھوں نے بھی اپنے وطن اپنے عزیزوں اور اپنے رشتہ داروں کو محض خدا تعالیٰ کیلئے چھوڑ کر غیر ملک میں رہنا پسند کیا تھا۔ انکا بھی مجاہدہ کوئی معمولی مجاہدہ نہ تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو اجر عظیم کا وارث بنانے کے لیئے اب بہت بڑے مجاہدہ میں ڈالا ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی ان کے شوہر نامدار کی یادگار ننھی جانوں کی تربیت اور نگرانی کا بوجھ ان کے نازک کندھوں پر رکھدیا ہے۔ جس کے متعلق امید ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے کہ اسی عزم، اسی حوصلہ اور اسی استقلال سے اٹھائینگی جو انھوں نے اپنے شہید شوہر کی رفاقت میں دکھایا۔ ہم انہیں یقین دلاتے ہیں۔ کہ اس صدمہ جانگداز میں ساری جماعت کی ہمدردی ان کے ساتھ ہے۔ اور ساری جماعت کی دعائیں ان کی مدد میں ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان کے بچوں کو انکی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور بنائے۔ آمین۔

جناب مولوی صاحب شہید کے والد بزرگوار

جناب ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیمی اور مخلص خدام میں سے ہیں۔ اس حادثہ جانکاہ کے بارہ میں ہماری کسی تلقین کے محتاج نہیں۔ جب انھوں نے اپنے لخت جگر کو زندگی میں ہی اپنے سے جدا کر کے خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا تھا۔ تو اب جبکہ خدا تعالیٰ نے ان کی قربانی کو منظور فرما لیا ہے اور ان کے پیشکش کو قبول کر لیا ہے شرح صدر سے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہنے سے کیا امر مانع ہو سکتا ہے۔ مبارک ہیں جناب حافظ صاحب موصوف جن کی نسل سے ایسا فرزند پیدا ہوا۔ جسے شہادت کا منصب ہوا۔ اور جو دوسروں کے لیئے نمونہ ٹھہرا۔

ہم تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب حافظ صاحب موصوف کے ساتھ

گہری اور دلی ہمدردی

کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انکو اس عظیم قربانی کا بہت سے بڑا اجر عطا کرے۔ اور ان کو اور ان کے دیگر متعلقین کو صبر عطا فرمائے۔

اعلان ضروری

بخدمت جمیع احباب سیکرٹریان تبلیغ ضلع لاہور۔ گوجرانوالہ۔ لائلپور۔ شیخوپورہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چونکہ سالانہ جلسہ بالکل قریب آگیا ہے۔ اس لیئے آپ سب احباب کے لیئے نہایت ضروری ہے۔ کہ امور مرقومہ ذیل کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی سال رواں کی تمام تبلیغی کارروائی کی رپورٹ بعنوان اعلان ہذا بہت جلد دفتر ناظر صاحب تالیف و اشاعت میں لکھ کر بھیجدیں۔

امور قابل اندراج رپورٹ یہ ہیں۔

(۱) ہر ایک سیکرٹری تبلیغ کے علاوہ سال رواں میں جس جس شخص نے تبلیغ کی اُن کے نام لکھ کر بھیجے جائیں۔

(۲) یہ کہ ہر ایک سیکرٹری تبلیغ نے بمعہ معاونین سال رواں میں کتنے اشخاص کو تبلیغ کی۔

(۳) یہ کہ سال رواں میں ہر ایک سیکرٹری بمعہ معاونین کی تبلیغی کوشش سے کون کون اور کتنے اشخاص سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ والسلام۔

المعلن خاکسار ابو البرکات غلام رسول راجیکی افسر تبلیغ اسلام بدوملہی ضلع سیالکوٹ

موضع بسیا ضلع آگرہ کے متعلق آریہ اخبارات کی غلط بیانیاں

ماہ مارچ ۱۹۲۳ء میں آریہ اخبارات نے موضع بسیا کے متعلق آسمان سر پر اُٹھا لیا تھا۔ اور بڑے فخر کے ساتھ اعلان کیا تھا۔ کہ اس میں تین سو ملکانہ مرد و زن کو شدھ کیا گیا ہے۔ حالانکہ اُسوقت سب بچے اور عورتوں اور مردوں کو ملا کر صرف دس فرد اشدھ ہوئے تھے۔ پھر آریہ اخبارات میں موضع بسیا ضلع آگرہ میں پچاس ملکانوں کی شدھی کے عنوان سے اعلانات شائع ہو رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ نو بیچارے کل دس ملکانہ جو اس قسم کے لالچ اور فریب سے اشدھ کئے گئے ہیں۔ ان میں خود اسوقت اشدھی کے موقع پر موجود تھا۔ آریہ اخبارات کے بیانات کی رو سے کل اشدھ شدہ ملکانوں کی تعداد موضع بسیا میں ۲۵۰ افراد کی ہوتی ہے۔ اور ابھی بقول انکے تمام گاؤں کے ملکانے شدھ ہونے باقی ہیں۔ حالانکہ سرکاری رپورٹ مردم شماری ۱۹۲۱ء سے معلوم ہوتا ہے کہ موضع بسیا میں کل مسلمان مرد و زن کی تعداد ۲۷۸ ہے جس میں ملکانہ مسلمانوں کے علاوہ اور قوم کے مسلمان بھی شامل ہیں۔ آریہ اخبارات کی عادت ہے کہ بات بات پر جھوٹ بولتے ہیں اور ہندو پبلک کو مبالغہ آمیز بیانات سے دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ شیخ یوسف علی احمدی بی اے انسپکٹر حلقہ تبلیغ

اسمبلی کا انتخاب

مسلمانان پنجاب کے اسمبلی حلقہ (ضلع لاہور۔ امرتسر۔ گورداسپور و فیروزپور) کی طرف سے واسمبلی کی کونسل کے چناؤ کے امیدوار تھے۔ انکو حسب ذیل ووٹ حاصل ہوئے۔

شیخ صادق حسن صاحب	۱۱۹۵
چودھری ظفر اللہ خان صاحب	۳۰۳
ملک برکت علی صاحب	۲۲۳
مرزا اکرم بیگ صاحب	۱۸۳

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا۔